12دن کا اصلاح اعمال کورس

مجلس مدنی کورسز
Majlis Madani Courses

پانچواں دن

آیات:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجَمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قریب قریب آکر درس کی تعظیم کی نیّت سے ہوسکے تو دوزانو بیٹھ جایئے اگر تھک جائیں تو جسطرح آپ کو آسانی ہو اُسی طرح بیٹھ کر نگاھیں نیچی کیے توجُّہ کے ساتھ فیضانِ سُنَّت کا دَرس سنئے کہ لاپرواھی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر اُنگلی سے کھیلتے ہوئے، لباس بدن یا بالوں وغیرہ کو سَہلاتے ہوئے سُننے سے اسکی بَرَکتیں زائل ہونیکا اندیشہ ہے۔

عاشقِ اعلیٰ حضرت ،امیرِ اَہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی ،حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرود وسلام میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں"جس نے مجھ پر سومرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہَداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۱۷۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب موسٰی نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو۔ ترجمۂ کنزالعرفان: اور یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو ہم نے فرمایا کہ پتھر پر اپنا عصا مارو، تو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے (اور) ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو پہچان لیا (اور ہم نے فرمایا کہ) اللّٰہ کا رزق کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

[وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا۔} جب میدانِ تِیہ میں بنی اسرائیل نے پانی نہ پایا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں فریاد کی۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو، چنانچہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عصا مارا تو اس پتھر سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہوگئے اور بنی اسرائیل کے بارہ گروہوں نے اپنے اپنے گھاٹ کو پہچان لیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر:

یہاں ایک نکتہ قابلِ ذکر ہے کہ پتھر سے چشمہ جاری کرنا حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا عظیم معجزہ تھا جبکہ ہمارے آقا، حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے اور یہ اس سے بھی بڑھ کر معجزہ تھا۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا یہ معجزہ کہ وہ پتھر سے پانی رواں فرما دیتے اور پتھر سے چشمہ: آمد کرتے تو ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی انگشت ہائے مبارک سے چشمہ جاری فرما دیا۔ پتھر تو زمین ہی کی جنس سے ہے اور اس سے چشمے بہا کرتے ہیں لیکن اس کے برخلاف گوشت پوست سے پانی کا چشمہ جاری کرنا حد درجہ عظیم ہے۔ (مدارج النبوۃ، باب پنجم در ذکر فضائل وی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ۱/۱۱۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کیا خوب فرماتے ہیں:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مدد طلب کرنے کا ثبوت:

اس آیت میں لوگوں کا انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہ میں استعانت کرنے اور انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ان کی مشکل کشائی فرمانے کا ثبوت بھی ہے۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ مبارکہ میں ایسے کئی واقعات ہیں جن میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر لوگوں نے اپنی مشکلات عرض کیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی مشکل کشائی فرمائی، ان میں سے دو واقعات درج ذیل ہیں:

...(1) حضرت جابر بن عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں (میرے والد) حضرت عبداللّٰہ بن عمرو بن حرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ وفات پاگئے اور ان پر قرض تھا " فَاسۡتَعَنۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُرَمَائِہٖ اَنۡ یَضَعُوۡا مِنۡ دَیۡنِہٖ " تو میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ان کے قرض خواہوں سے متعلق مدد

طلب کی کہ وہ ان کا قرضہ کچھ کم کر دیں۔ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس بارے میں ان سے بات کی تو انہوں نے ایسا نہ کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کی الگ الگ ڈھیریاں بناؤ اور پھر مجھے پیغام بھیج دینا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں: میں نے ڈھیریاں بنادیں اور بارگاہ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں پیغام بھیج دیا۔ آپ ان ڈھیریوں کے پاس تشریف فرما ہوگئے اور ارشاد فرمایا: تم ماپ کر لوگوں کو دیتے جاؤ۔ میں نے کھجوریں ماپ کر لوگوں کو دینا شروع کر دیں یہاں تک کہ سب کا قرضہ اتر گیا اور میری کھجوریں ایسے لگ رہی تھیں جیسے ان میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔ (بخاری، کتاب البیوع، باب الکیل علی البائع والمعطی، ۲/۲۶، الحدیث: ۲۱۲۷)

(2)... حضرت سالم بن ابی جعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ حضرت جابر بن عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے چمڑے کا ایک تھیلا تھا جس (میں موجود پانی) سے وضو فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہوگئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''کیا بات ہے؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم نے عرض کی: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں اور اسے پی سکیں، صرف وہی پانی ہے جو آپ کے سامنے موجود ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنا دست مبارک اس تھیلے میں رکھ دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح جوش مارنے لگا، پھر ہم نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ حضرت سالم بن ابی جعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے پوچھا: آپ اس وقت کتنے آدمی تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ

پانی ہمیں کفایت کر جاتا لیکن ہم اس وقت صرف 1500 تھے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/۴۹۳-۴۹۴، الحدیث: ۳۵۷۶)

انسانوں کے علاوہ حیوانات نے بھی اپنی تکالیف عرض کیں تو حضور پر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی تکالیف دور فرمائیں اور جمادات نے بھی اپنی مرادیں عرض کیں تو سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی مرادیں بھی پوری فرمائیں جیسا کہ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد

ہاں اِسی در پر شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

(کُلُوْا وَاشْرَبُوْا: کھاؤ اور پیو۔} حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم سے فرمایا گیا کہ آسمانی طعام مَن و سَلوٰی کھاؤ اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الٰہی سے بغیر محنت کے میسر ہے اور اس بات کا خیال رکھو کہ فتنہ و فساد سے بچو اور گناہوں میں نہ پڑو۔ ہر امت کو یہی حکم تھا کہ اللّٰہ تعالیٰ کا رزق کھاؤ لیکن فساد نہ پھیلاؤ۔ یعنی رزق کے استعمال سے منع نہیں فرمایا بلکہ حرام کمانے، حرام کھانے، کھا کر خدا کی ناشکری و نافرمانی سے منع کیا گیا ہے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ط قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ط اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ط وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ق وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۠

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب تم نے کہا اے موسٰی ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز نہ ہو گا تو آپ اپنے رب سے دعاء کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لئے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنٰی چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو اچھا مصر یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا اور ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری اور خدا کے غضب میں لوٹے یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللّٰہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہیں کرسکتے لہٰذا آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے وہ چیزیں نکالے جو زمین اگاتی ہے جیسے ساگ اور ککڑی اور گندم اور مسور کی دال اور پیاز۔ فرمایا: کیا تم بہتر چیز کے بدلے میں گھٹیا چیزیں مانگتے ہو۔ (اچھا پھر) ملکِ مصر یا کسی شہر میں قیام کرو، وہاں تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جو تم نے مانگا ہے اور ان پر ذلت اور غربت مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے غضب کے مستحق ہوگئے۔ یہ ذلت و غربت اس وجہ سے تھی کہ وہ اللّٰہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے تھے۔ (اور) یہ اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ مسلسل سرکشی کر رہے تھے۔

{لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ: ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہیں کریں گے۔} بعض لوگوں کی طبیعت میں کم ہمتی، نالائقی اور نیچ پن ہوتا ہے۔ اگر آپ انہیں پکڑ کر بھی اوپر کرنا چاہیں تو وہ کم تر اور نیچے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے لوگ عموماً زندگی کی لذتوں اور نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ بلند ہمت اور بہتر سے

بہتر کے طالب ہی خالق و مخلوق کے ہاں پسندیدہ ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل پر نعمتوں کے ذکر کے بعد یہاں سے ان کی کم ہمتی اور نالائقی و نافرمانی کے کچھ واقعات بیان فرمائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے : بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مطالبہ کیا کہ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر صبر نہیں کرسکتے آپ دعا کریں کہ ہمیں زمین کی ترکاریاں اور دالیں وغیرہ ملیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں سمجھایا کہ تمہیں اتنا اچھا کھانا بغیر محنت کے مل رہا ہے ، کیا اس کی جگہ ادنیٰ قسم کا کھانا لینا چاہتے ہو؟ لیکن جب وہ نہ مانے تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ اِس پر حکم ہوا کہ اے بنی اسرائیل ! اگر تمہارا یہی مطالبہ ہے تو پھر مصر جاؤ وہاں تمہیں وہ چیزیں ملیں گی جن کا تم مطالبہ کررہے ہو۔ مصر سے مراد یا تو ملکِ مصر یا مطلقاً کوئی بھی شہر ہے۔

بڑوں سے نسبت رکھنے والے کو کیا کرنا چاہئے :

یہاں اس بات کا خیال رکھیں کہ ساگ ککڑی وغیرہ جو چیزیں بنی اسرائیل نے مانگیں ان کا مطالبہ گناہ نہ تھا لیکن " مَن وسلویٰ " جیسی نعمت بے محنت چھوڑ کر ان کی طرف مائل ہونا پست خیالی ہے۔ ہمیشہ ان لوگوں کا میلانِ طبع پستی ہی کی طرف رہا اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایسے جلیل القدر ، بلند ہمت انبیاء کے بعد تو بنی اسرائیل کے بیچ پن اور کم حوصلگی کا پورا ظہور ہوا۔ جب بڑوں سے نسبت ہو تو دل و دماغ اور سوچ بھی بڑی بنانی چاہئے اور مسلمانوں کو تو بنی اسرائیل سے زیادہ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ان کی نسبت سب سے بڑی ہے۔

(ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ :ان پر ذلت و غربت مسلط کردی گئی۔} یعنی یہودیوں پر ان کے گھٹیا کردار کی وجہ سے ذلت و غربت مسلط کردی گئی۔ ان پر غضبِ الٰہی کی صورت یہ ہوئی کہ انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور صلحاء کی بدولت جو رتبے انہیں حاصل ہوئے تھے وہ ان سے محروم ہوگئے،اس غضب کا باعث صرف یہی نہیں تھا کہ انہوں نے آسمانی غذا کے بدلے زمینی پیداوار کی خواہش کی یا حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے زمانے میں اُسی طرح کی اور خطائیں کیں بلکہ عہدِ نبوت سے دور ہونے اور زمانہ دراز گزرنے سے ان کی دینی صلاحیتیں باطل ہوگئیں، اللّٰہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کا راستہ اختیار کیا، انہوں نے حضرت زکریا، حضرت یحیٰ اور حضرت شعیب عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو شہید کیا اور ایسا ناحق قتل کیا کہ اس کی وجہ خود یہ قاتل بھی نہیں بتاسکتے، انہوں نے نافرمانی اور سرکشی کا راستہ اختیار کیا۔ الغرض ان کے عظیم جرائم اور قبیح ترین افعال کی وجہ سے ان پر اللّٰہ تعالیٰ کی لعنت ہوئی، ان پر ذلت و غربت مسلط کی گئی اور وہ غضبِ الٰہی کے مستحق ہوئے۔

بنی اسرائیل کی ذلت و غربت سے مسلمان بھی نصیحت حاصل کریں:

بنی اسرائیل بلند مراتب پر فائز ہونے کے بعد جن وجوہات کی بنا پر ذلت و غربت کی گہری کھائی میں گرے، کاش ان وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے عبرت اور نصیحت کے لئے ایک مرتبہ مسلمان بھی اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لے لیں اور اپنے ماضی و حال کا مشاہدہ کریں کہ جب تک مسلمانوں نے اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کی پیروی کو اپنا سب سے اہم مقصد بنائے رکھا اور ا

ں راہ میں ا ٓنے والی ہر رکاوٹ کو جڑ سے اکھاڑ کر چھوڑا تب تک دنیا کے کونے کونے میں ان کے نام کا ڈنکا بجتا رہا اور جب سے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے احکامات سے نافرمانی اور سرکشی والا راستہ اختیار کیا تب سے دنیا بھر میں جو ذلت و رسوائی مسلمانوں کی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

نیکی کی دعوت

اسلام کی ہیبت دلوں سے نکلنے کا سبب

موس !ا   ٓج اُمَّت کی اکثرِیَّت دنیا کو بہُت زیادہ اَھَمِّیَّت دینے کے سبب اسلام کی حقیقی مَحَبَّت سے محروم ہو تی جارہی ہے ‘اس کے بھیانک نتائج کے ضِمن میں ایک حدیثِ پاک مُلاحظہ ہو چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ مکّۂ مکرّمہ ‘سلطانِ مدینۂ منوَّرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے : جب میری اُمَّت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اس سے نکل جائے گی اور جب نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا چھوڑ دے گی تو وحی کی بَرَکت سے محروم ہو جائے گی اور جب ٓپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ عزوجل کے ہاں مقامِ عزّت سے گر جائے گی۔

(نوادرُالاصول ج۱ص۶۷۹ حدیث ۹۳۳)

دنیا کی محبَّت سے دل پاک مرا کردو ‏‏ ‏ بُلوا کے شہنشاہِ اَبرار مدینے میں

(وسائلِ بخشش ص۱۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

دُنیا کے بارے میں خصوصی معلومات پر مبنی مَدَنی پھول

دنیا کھیل کود ہے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اِس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اُمّت دنیا کو خوب اَہَمِّیَّت دینے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اس سے نکل جائے گی۔ واقعی دنیا کو " بڑی چیز" سمجھنا بہُت بُرا ہے۔ ثوابِ ٓخرت کمانے کی نیَّت سے دُنیا کے بارے میں خُصوصی معلومات پر مبنی کچھ مَدَنی پھول پیش کرنے کی سعادت حاصِل کرتا ہوں ‘دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کے مطبوعہ ترجَمے والے پاکیزہ قراٰن‘‘" کنزالایمان

مع خزائن العرفان" صَفْحَہ 252 پر پارہ 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 32 میں فرمانِ ربُّ الانام عزوجل ہے:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود اور بے شک پچھلا گھر بھلا ان کے لئے جو ڈرتے ہیں تو کیا تمہیں سمجھ نہیں۔

صدرُالاَ فاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خَزائِنُ العِرفان میں اِس آیتِ مبارَکہ کے تَحت فرماتے ہیں: نیکیاں اور طاعَتیں (یعنی عبادتیں) اگرچہ مؤمنین سے دنیا ہی میں واقِع ہوں لیکن وہ اُمُورِ آخِرت میں سے ہیں۔اس سے ثابِت ہوا کہ اعمالِ مُتَّقِین (یعنی نیک بندوں کے اَعمال) کے سوا دنیا میں جو کچھ ہے سب لَہو ولَعِب (یعنی کھیل کود) ہے

دنیا کے غموں کی تم اللہ دوا دیدو بلوا کے غم اپنا دو سرکار مدینے میں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دُنیا کا معنٰی

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 868 صَفحات پر مشتمل کتاب " اِصلاحِ اعمال "(جلد اوّل) صَفْحَہ 128 تا 129 پر ہے:

دُنیا کا لغوی معنیٰ ہے: "قریب" اور دُنیا کو دُنیا اِس لئے کہتے ہیں کہ یہ آخرت کی نسبت انسان کے زیادہ قریب ہے یا اس وجہ سے کہ یہ اپنی خواہِشات ولذّات کے سبب دل کے زیادہ قریب ہے۔(اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ ج ۱ ص ۱۷)

دُنیا کیا ہے؟

حضرتِ سیِّدُنا علّامہ بدرُ الدّین عَینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بخاری شریف کی شَرح "عُمدۃُ القاری" جلد 1

صَفحہ 52 پر لکھتے ہیں: "دارِ آخِرت سے پہلے تمام مخلوق دُنیا ہے۔" (عُمدۃُ القاری ج ۱ ص ۵۲) پس اس اعتبار سے سونا چاندی اور ان سے خریدی جانے والی تمام ضَروری و غیر ضَروری اَشیا دنیا میں داخِل ہیں۔ (اَلحدیقۃُ النَّدِیَّۃ ج ۱ ص ۱۷)

کون سی دُنیا اچھی، کون سی قابلِ مَذَمَّت؟

دنیاوی اَشیا کی تین قسمیں ہیں: (۱) وہ دُنیاوی چیزیں جو آخِرت میں ساتھ دیتی ہیں اور ان کا نَفع موت کے بعد بھی ملتا ہے، ایسی چیزیں صِرف دو ہیں: عِلم اور عمل، عمل سے مُراد ہے، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور دنیا کی یہ قِسم محمود (یعنی بہُت عمدہ) ہے (۲) وہ چیزیں جن کا فائدہ صِرف دنیا تک ہی مَحدود ہوتا ہے آخِرت میں ان کا کوئی پھل نہیں ملتا جیسے گناہوں سے لذّت حاصل کرنا، جائز چیزوں سے ضَرورت سے زیادہ فائدہ اُٹھانا مثلاً زمین، جائیداد، سونا چاندی، عمدہ کپڑے اور اچھے اچھے کھانے کھانا اور یہ دنیا کی مذموم (یعنی قابلِ مذمَّت) قِسم میں شامل ہیں (۳) وہ اشیا جو نیکیوں پر مدد گار ہوں جیسے ضَروری غذا، کپڑے وغیرہ۔ یہ قِسم بھی محمود (اچھی) ہے لیکن اگر محض دنیا کا فوری فائدہ اور لذَّت مقصود ہو تو اب یہ دنیا مذموم (قابلِ مذمَّت) کہلائے گی۔ (مُلَخَّص اَز اِحیاءُ العُلوم ج ۳ ص ۲۷۰، ۲۷۱)

دنیا کے نظاروں سے بھلا کیا ہو سَروکار عُشّاق کو بس عشق ہے گلزارِ نبی سے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دنیا کا کون سا کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور کون سا نہیں؟

دنیاوی کاموں کی تین اقسام ہیں: (۱) بعض کام وہ ہیں جن کے بارے میں یہ تصوُّر بھی نہیں کیا جاسکتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے کئے گئے ہیں مثلاً ناجائز و حرام کام (۲) بعض وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ہو سکتے ہیں اور اُس کے غیر کے لئے بھی مثلاً غور و تفکُّر کرنا اور خواہِشات سے رُکنا کیونکہ اگر لوگوں میں اپنی مقبولیَّت بڑھانے کے لئے اور بُزُرگی کے حُصُول کی خاطِر غور و فکر کیا یا خواہِشات کو صِرف اس لئے چھوڑا

کہ مال کی بچت ہو یا صحّت اچھّی رہے تو اب یہ کام رِضائے الٰہی کے لئے نہ ہوں گے (۳) **بعض کام وہ ہیں** جو بظاہر نفس کے لئے ہوں مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیّت سے کئے گئے ہوں جیسے غذا کھانا، نکاح کرنا وغیرہ۔ (ایضًا ص ۲۷۳)

تاجِ شاہی اس کے ا ٓگے ہیچ ہے   مصطفٰے کی جس کو الفت مل گئی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !   صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دنیادار کی تعریف

چنانچہ ا ٓخِرت کی بہتری کی غَرَض سے دنیا میں سے کچھ لے گا تو اُسے دنیادار نہیں کہیں گے بلکہ اس کے ن میں دنیا ا ٓخِرت کی کھیتی ہو گی اور اگر ذاتی خواہِش اور حصولِ لذّت کے طور پر یہ چیزیں حاصل کرتا ہے تو وہ دُنیادار ہے۔ (ایضًا ص ۲۷۲)

دُنیاوی اشیاء کی لذَّتوں کی حیرت انگیز حقیقت

دنیا میں حقیقی لذّت کسی شے میں نہیں، البتّہ لوگ تکالیف کا خاتمہ کرنے والی چیزوں کو لذَّت کا نام دیتے ہیں مثلًا کھانے میں اِس لئے لذّت ہے کہ وہ بھوک کی تکلیف کو ختم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھوک ختم ہو جائے تو کھانے میں لذّت محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح پانی اس لئے لذیذ لگتا ہے کہ پیاس کو ختم کرتا ہے، جب پیاس بجھ گئی تو لذّت بھی جاتی رہی۔ حقیقی لذّتیں تو جنَّت میں نصیب ہوں گی کیونکہ اہلِ جنّت کو جب کوئی تکلیف ہی نہ ہو گی تو اِس سے چھٹکارا دینے والی اشیا کا وُجود کہاں سے ہو گا؟ لہٰذا ان کی لذّات حقیقی ہوں گی مثلًا ان کے کھانے پینے کی لذّتیں اصلی ہوں گی، محض بھوک اور پیاس ختم کرنے کے لئے نہ ہوں گی۔ (اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ ج ۱ ص ۱۹ مُلَخَّصًا)

نیلی آنکھوں والی بدصورت بڑھیا

حضرتِ سیِّدُنا فُضیل بن عِیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا: بروزِ قیامت نیلی آنکھوں والی نہایت بد صورت بڑھیا جس کے دانت آگے کی طرف نکلے ہوں گے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگی اور ان سے پوچھا جائے گا: اِس کو جانتے ہو؟ لوگ کہیں گے: ہم اِس کی پہچان سے اللہ عزوجل کی پناہ چاہتے ہیں۔ کہا جائے گا: یہ وُہی دُنیا ہے جس پر تم فخر کیا کرتے تھے، اِسی کی وجہ سے قَطعِ رِحمی کرتے یعنی رشتے داریاں کاٹتے تھے، اِسی کے سبب ایک دوسرے سے حسد اور دشمنی کرتے تھے۔ پھر اُس (بڑھیا نُما دنیا) کو جہنّم میں ڈالا جائے گا تو پکارے گی: اے میرے پَروَرْدَگار! میری پیروی کرنے والے اور میری جماعت کہاں ہے؟ اللہ عزوجل فرمائے گا: اُن کو بھی اس کے ساتھ کر دو۔ (ذمُّ الدّنیا مع موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا ص۵ ص ۲۷، رقم ۱۲۳)

دولتِ دنیا سے بے رغبت مجھے کر دیجئے　　میری حاجت سے مجھے زائد نہ کرنا مالدار

خود پسندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عجب یعنی خود پسندی کی تعریف

اپنے کمال (مثلاً علم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ کرنا کہ یہ چھن جائے گا، گویا خود پسند شخص نعمت کو منعم حقیقی (یعنی اللہ) کی طرف منسوب کرنا ہی بھول جاتا ہے۔ یعنی ملی ہوئی نعمت مثلاً صِحت یا حسن و جمال یا دولت یا ذہانت یا خوش الحانی یا منصب وغیرہ کو اپنا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور یہ بھول جانا کہ سب رب العزت ہی کی عنایت ہے۔ (باطنی بیماریوں کی معلومات)

خود پسندی کے اسباب اور علاج

(۱) اپنی جسمانی خوب صورتی کے حوالے سے خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی لمبی گندگیوں پر غور کرے اور اپنے آغاز و انجام کے بارے میں سوچ و بچار کرے (۲) اپنی طاقت و قوت پر ناز کرنا ہے اس کا علاج ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ اللہ معمولی سی آزمائش میں مبتلا فرما کر یہ قوت واپس لے سکتا ہے (۳) عقل اور ذہانت کے حوالے سے خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ کسی مرض یا حادثے کے سبب یہ نعمت چھینی جاسکتی ہے (۴) عالی نسب ہونے پر فخر کا اِظہار

ہے اس کا علاج ہے کہ بندہ یہ سوچ کہ اپنے آباء واجداد کی مخالفت کے باوجود ان کے درجے تک پہنچ جانا کیسے ممکن ہے؟ (۵)ظالم کی حمایت پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اِن ظالم لوگوں کے اُخروی انجام پر نظر رکھے (٦)اپنے نوکر چاکر وغیرہ پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی کمزوری پر نظر رکھے اور یہ ذہن نشین کرلے کہ تمام لوگ اللہ کے عاجز بندے ہیں (۷)مال پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ مال آفات، اس کے حقوق اور اس سے پیدا ہونے والے فتنوں کو پیش نظر رکھے (۸) اپنی غلط رائے پر اِترانا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی رائے کی صحت پر ہرگز ہرگز بھروسہ نہ کرے۔(احیاء العلوم)

تلفظات+اصطلاحات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

{تلفظات}

نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ
1	پَرْوَرْدِگَار	پَرْوَرْدْگَار	5	سَوَال	سُوَال	9	دَوْم	دُوُم
2	تَذْکَرَہْ	تَذْکِرَہْ	6	مَٹِّیْ	مِٹِّیْ	10	سَوْم	سِوُم
3	وَضُو	وُضُو	7	تِحْرِیْک	تَحْرِیْک	11	جِسَم	جِسْم

4	نَزُول	نُزُوْل	8	ضَرَب	ضَرْب	12	قَیَامَتْ	قِیَامَتْ

{اصطلاحات}

نمبر شمار	اس کے بجائے	یہ کہئے	نمبر شمار	اس کے بجائے	یہ کہئے
1	کراچی	باب المدینہ	4	ملتان	مدینۃ الاولیاء
2	سرگودھا	گلزارِ طیبہ	5	لاڑکانہ	فاروق نگر
3	مانسہرہ	مَدَنی سہرا	6	لاہور	مرکزالاولیاء

{مَدَنی انعامات}

مَدَنی انعام نمبر29: ایسے فُضُول سوالات تو نہیں کئے جن سے مسلمان جھوٹ میں مبتلا ہوتے ہوں؟

مَدَنی انعام نمبر30: نامُحرَم رشتے داروں سے شَرعی پردہ کیا؟

مَدَنی انعام نمبر31: فلمیں ڈرامے گانے باجوں سے بچے؟

مَدَنی انعام نمبر32: گھر میں مَدَنی ماحول بنانے کے 19مَدَنی پھولوں پر عمل رہا؟

مَدَنی انعام نمبر33: تہمت گالی گلوچ سے بچے؟

مَدَنی انعام نمبر34: دوسروں کی بات تو نہیں کاٹی؟

مَدَنی انعام نمبر35: صدائے مدینہ لگائی؟

سنتیں آداب

کرم یا رسول اللہ“ کے تیرہ حُرُوف کی نسبت سے پانی پینے کے 13 مَدَنی پھول

دو فرامین مصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں مت پیو، بلکہ دو یا تین مرتبہ (سانس لے کر) پیو اور پینے سے قبل بسم اللہ پڑھو اور فراغت پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا کرو (تِرمِذی ج۳ ص۳۵۲ حدیث ۱۸۹۲) نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد ج۳ ص۴۷۴ حدیث۳۷۲۸) مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہِ الحنّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اِس لیے برتن سے الگ منہ کر کے سانس لو، (یعنی سانس لیتے وقت گلاس منہ سے ہٹالو) گرم دودھ یا چائے کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو، قدرے ٹھنڈی ہو جائے پھر پیو۔ (مراۃ ج۶ ص ۷۷) البتّہ درودِ پاک وغیرہ پڑھ کر بہ نیّتِ شفا پانی پر دم کرنے میں حَرَج نہیں* پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیجئے * چوس کر چھوٹے چھوٹے گُھونٹ پئیں، بڑے بڑے گُھونٹ پینے سے جِگر کی بیماری پیدا ہوتی ہے* پانی تین سانس میں پئیں* بیٹھ کر اور سیدھے ہاتھ سے پانی نوش کیجئے *لوٹے وغیرہ سے وُضو کیا ہو تو اُس کا بچا ہوا پانی پینا 70 مرض سے شفا ہے کہ یہ آبِ زم زم شریف کی مشابہت رکھتا ہے، ان دو (یعنی وُضو کا بچا ہوا پانی اور زم زم شریف) کے علاوہ کوئی سا بھی پانی کھڑے کھڑے پینا مکروہ ہے۔ (ماخوذاز: فتاوی رضویہ ج۴ ص۵۷۵ ج ۲۱ ص ۶۶۹) یہ دونوں پانی قبلہ رُو ہو کر کھڑے

کھڑے پئیں *پینے سے پہلے دیکھ لیجئے کہ پینے کی شے میں کوئی نقصان دہ چیز وغیرہ تو نہیں ہے (اِتحافُ السّادَة للزّبیدیج ۵ ص ۵۹۴) *پی چکنے کے بعد **الحمد اللہ** کہیے * **حجۃ الاسلام** حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوالی فرماتے ہیں: **بسم اللہ** پڑھ کر پینا شروع کرے پہلی سانس کے آخر میں **الحمد اللہ** اور دوسرے کے بعد **الحمد للہ رب العلمین** اور تیسرے سانس کے بعد **الحمد للہ رب العلین الرحمن الرحیم** پڑھے (اِحیاءُ العُلُوم ج ۲ ص ۸) * گلاس میں بچے ہوئے مسلمان کے صاف ستھرے جھوٹے پانی کو قابلِ استعمال ہونے کے باوجود خوامخواہ پھینکنا نہ چاہیے *منقول ہے: سُؤْرُ الْمُؤمِنِ شِفَاءٌ یعنی مسلمان کے جھوٹے میں شفا ہے (الفتاوی الفقهية الكبرى لابن حجر الهيتمی ج ۴ ص ۱۱۷ ،كشف الخفاء ج ۱ ص ۳۸۴) * پی لینے کے چند لمحوں کے بعد خالی گلاس کو دیکھیں گے تو اس کی دیواروں سے بہ کر چند قطرے پیندے میں جمع ہو چکے ہوں گے انہیں بھی پی لیجئے۔

نماز کے احکام

"بسم اللّٰہ" کے سات حُروف
کی نسبت سے نَماز کے 7 فرائض

(۱) تکبیرِ تَحریمہ (۲) قِیام (۳) قِراءت (۴) رُکُوع (۵) سُجُود (۶) قَعدۂ اَخِیرَہ (۷) خُرُوج بِصُنْعِہٖ۔ (غنیۃ المتملی ص ۲۵۳ تا ۲۸۶)

رکن: وہ چیز ہے جس پر کسی شے کا وجود موقوف ہو اور وہ خود اس شے کا حصہ اور جز ہو جیسے نماز میں رکوع وغیرہ۔ (ماخوذ از التعریفات، باب الرائ، ص ۸۲)

(۱) **تکبیرِ تحریمہ** : درحقیقت تکبیرِ تحریمہ (یعنی تکبیرِ اُولیٰ) شرائطِ نَماز میں سے ہے مگر نَماز کے اَفعال سے بالکل ملی ہوئی ہے اِس لئے ا سے نَماز کے فرائض سے بھی شُمار کیا گیا ہے۔ (غنیۃ المتملی ص ۲۵۳) (۱) مُقتدی نے تکبیرِ تحریمہ کالَفْظ " اللّٰہ " امام کے ساتھ کہا مگر "اکبر" امام سے پہلے ختم کر لیا تو نماز نہ ہو گی۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۶۸) (۲) امام کو رُکوع میں پایا اور تکبیرِ تحریمہ کہتا ہوا رُکوع میں گیا یعنی تکبیر اُس وَقْت خَتْم ہوئی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے نَماز نہ ہو گی۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۸۳) (ایسے موقع پر قاعدے کے مطابِق پہلے کھڑے کھڑے تکبیرِ تحریمہ کہہ لیجئے اِس کے بعد اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے رُکوع کیجئے 'امام کے ساتھ اگر رُکوع میں معمولی سی بھی شرکت ہوگئی تورَکعت مل گئی اگر آپ کے رُکوع میں داخِل ہونے سے قبل اما م کھڑا ہوگیا تورَکعت نہ ملی)۔ (۳) جو شخص تکبیر کے تَلَفُّظ پر قادِر نہ

ہومثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو گئی ہو اُس پر تَلَفُّظ لازِم نہیں' دل میں ارادہ کافی ہے۔(تبیین الحقائق ج۱ص۱۰۹) (۴) لفظِ اللّٰہ کو" آللّٰہُ"یا اَکْبَرکواَ کْبَر یا " اَکبَار "کہا نَماز نہ ہو گی بلکہ اگر ان کے معنیٰ فاسِدہ سمجھ کر جان بوجھ کر کہے تو کافِر ہے۔(الدرالمختار'ردالمحتارج۲ص۱۷۷) نَمازیوں کی تعداد زِیادہ ہونے کی صورت میں پیچھے آواز پہنچانے والے مکبِّروں کی اکثریت علم کی کمی کے باعِث آج کل "اکبر"کو "اکبار"کہتی سُنائی دیتی ہے۔اِس طرح ان کی اپنی نَماز بھی ٹوٹتی اور ان اکی آواز پرجو لوگ انتِقالات کرتے یعنی نَماز کے ارکان ادا کرتے ہیں اُن کی نَماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔لہٰذا بِغیر سیکھے کبھی مُکَبِّر نہیں بننا چاہئے (۵) پہلی رَکعَت کا رُکوع مل گیا تو تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت پا گیا۔(عالمگیری ج۱ص۶۹

(۲) **قِیام**:(۱) کمی کی جانب قیام کی حدیہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھُٹنوں تک نہ پہنچیں اورپوراقِیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو ۔(الدرالمختار'ردالمحتارج۲ص۱۶۳) (۲) قِیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر تک قِرائَتُ ہے۔بَقَدَرِقرائَتِ فرض قِیام بھی فرض' بقَدَرِ واجِب واجِب' اور بَقَدَرِ سنَّت سنَّت ۔(اَیْضاً) (۳) فرض 'وِتر ' عِیْدَیْن اور سنّتِ فَجرمیں قِیام فرض ہے۔اگربِلاعُذرِ صَحیح کوئی یہ نَمازیں بیٹھ کر ادا کرے گا تو نہ ہوں گی ۔(اَیضاً) (۴)کھڑے ہونے سے مَحض کچھ تکلیف ہونا عُذر نہیں بلکہ قِیام اُس وقت ساقِط ہوگا کہ کھڑا نہ ہوسکے یاسَجدہ نہ کرسکے یا کھڑے ہونے یاسَجدہ کرنے میں زَخم بہتاہے یا کھڑے ہونے میں قَطرہ آتاہے یا چوتھائی سِترکھلتاہے یا قِرائَت سے مجبورِمَحض ہوجاتاہے۔یوہیں کھڑا ہوسکتاہے مگر اس سے مرض میں زِیادَتی

ہوتی ہے یا دیر میں اچھّا ہوگا یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہوگی تو بیٹھ کر پڑھے۔ (غنیۃ المتملی ص۲۵۸)(۵) اگرعَصا (یا بیساکھی) خادِم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا ممکِن ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے (غنیۃ المتملی ص۲۵۸) (۶) اگر صِرف اِتنا کھڑا ہونا ممکِن ہے کہ کھڑے کھڑے تکبیرِ تحریمہ کہہ لے گا تو فرض ہے کہ کھڑاہو کر اللّٰہُ اکبر کہہ لے اور اب کھڑا رَہنا ممکن نہیں تو بیٹھ جائے ۔ (غنیۃ المتملی ص۲۵۹)

(۳) **قِراءت** : (۱)قِرائَت اِس کانام ہے کہ تمام حُروف مَخارِج سے ادا کئے جائیں کہ ہر حَرف غیر سے صحیح طورپرمُمتاز (نُمایاں) ہو جائے ۔(عالمگیری ج۱ ص۶۹)(۲) آہستہ پڑھنے میں بھی یہ ضَروری ہے کہ خود سن لے۔(غنیۃ المتملی ص۲۷۱)(۳) اگر حُرُوف تو صحیح ادا کئے مگر اتنے آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی رُکاوٹ مَثَلاً شوروغل یا ثِقْلِ سَماعت (یعنی اُونچا سننے کا مرض) بھی نہیں تو نَماز نہ ہوئی ۔(عالمگیری ج۱ص۶۹) (۴)اگرچِہ خود سننا ضَروری ہے مگر یہ بھی اِحتِیاط رہے کہ سِرّی (یعنی آہستہ قراءت والی) نمازوں میں قِرائَت اکی آواز دوسروں تک نہ پہنچے ٗاِسی طرح تسبیحات وغیرہ میں بھی خیال رکھئے (۵) نَماز کے عِلاوہ بھی جہاں کچھ کہنا یاپڑھنا مقرَّر کیا ہے اِس سے بھی یِہی مراد ہے کہ کم از کم اِتنی آواز ہو کہ خود سن سکے مَثَلاً طَلَاق دینے ٗ آزاد کرنے یا جانور ذَبح کرنے کے لئے اللہ عزوجل کا نام لینے میں اِتنی آوازضَروری ہے کہ خود سن سکے ۔(اَیضاً) دُرُود شریف وغیرہ اَوراد پڑھتے ہوئے بھی کم ازکم اتنی آواز ہونی چاہیۓ کہ خُود سُن سکے جبھی پڑھنا کہلائے گا۔(۶) مُطلَقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رَکعَتوں میں اور وِتْر ٗ سُنَنْ اور نوافِل کی ہر رَکعت میں امام و

مُنْفَرِد (یعنی تنہا نَماز پڑھنے والے) پر فرض ہے۔ (مراقی الفلاح معہ حاشیۃ الطحطاوی ص۲۲۶) (۷) مُقتدی کو نَماز میں قراءَت جائز نہیں نہ سورۃ الفاتحۃ نہ آیت۔ نہ سِرّی (یعنی آہستہ قراءَت والی) نَماز میں نہ جَہری (یعنی بُلند آواز سے قراءَت والی) نَماز میں۔ امام کی قِراءَت مُقتدی کے لئے بھی کافی ہے۔ (مراقی الفلاح معہ حاشیۃ الطحطاوی ص۲۲۷) (۸) فرض کی کسی رَکعت میں قِراءَت نہ کی یا فَقَط ایک میں کی نَماز فاسد ہو گئی۔ (عالمگیری ج۱ ص۶۹) (۹) فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قِراءَت کرے اور تراویح میں مُتَوسِّط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم مد کا جو دَرَجہ قارِیوں نے رکھاہے اُس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے' اس لئے کہ تَرتیل سے (یعنی ٹھہر ٹھہرکر) قرآن پڑھنے کا حکم ہے (الدرالمختار' ردالمختار ج ۱ ص ۳۶۳)

حروف کی صحیح ادائیگی ضَروری ہے

اکثر لوگ "ط ت 'س ص ث 'ا ء ع ' ہ ح اورض ذ ظ" میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ یاد رکھئے ! حُرُوف بدل جانے سے اگر معنیٰ فاسِد ہو گئے تو نَماز نہ ہو گی۔ (بہارِ شریعت حصہ ۳ ص۱۰۸ مکتبہ رضویہ کراچی) مثلاً جس نے "سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم" میں "عظیم" کو "عزیم" (ظ کے بجائے ز) پڑھ دیا نَماز جاتی رہی لہٰذا جس سے "عظیم" صحیح ادا نہ ہو وہ "سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡکَرِیۡم" پڑھے۔ (قانونِ شریعت حصہ اول ص۱۱۹)

(۴) **رُکوع:** اِتنا جُھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائے یہ رُکوع کا اَدنیٰ دَرَجہ ہے۔ (الدُرّالمختار' ردالمحتار ج۲ ص۱۶۶)

اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھادے۔ (حاشیۃ الطحطاوی ص۲۲۹)

سلطانِ مکۂ مکرّمہ ،تاجدارِ مدینۂ منوّرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان عظمت نشان ہے'اللہ عزوجل بندہ کی اُس نَماز کی طرف نظر نہیں فرماتا جس میں رُکوع وسُجُود کے درمیان پیٹھ سیدھی نہ کرے (مسند امام احمد بن حنبل ج۳ص۶۱۷حدیث ۱۰۸۰۳)

(۵) **سُجُود**: (۱)سلطانِ مکۂ مکرّمہ ،تاجدارِ مدینۂ منوّرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے ،مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈّیوں پر سجدہ کروں ، منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔(صحیح مسلم ج۱ص۱۹۳)(۲)ہررَکعت میں دوبارسجدہ فَرض ہے۔(الدرالمختار، ردالمحتار ج۲ ص۱۶۷)(۳)سَجدے میں پَیشانی جَمنا ضَروری ہے۔جمنے کے معنٰی یہ ہیں کہ زمین کی سختی محسوس ہو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ پیشانی نہ جمی تو سجدہ نہ ہو گا۔(عالمگیری ج۱ص۷۰) (۴) کسی نَرم چیزمَثلاً گھاس (جیسا کہ باغ کی ہریالی) رُوئی یا قالین (CARPET)وغیرہ پرسَجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو سجدہ ہو جائے گا ورنہ نہیں ۔(تبیین الحقائق ج۱ص۱۱۷) (۵) آج کل مساجد میں کارپیٹ(CARPET) بچھانے کا رَواج پڑ گیا ہے (بلکہ بعض جگہ تو کارپیٹ کے نیچے مزید فوم بھی بچھا دیتے ہیں) کار پیٹ پر سَجدہ کرتے وقت اِس بات کا خاص خیال رکھنا ہے کہ پیشانی اچھّی طرح جم جائے ورنہ نَماز نہ ہو گی۔اور ناک کی ہڈّی نہ دبی تونَماز مکروہِ تحریمی واجِبُ الِاعادہ ہو گی ۔(ملخّص از بہارِ شریعت حصہ ۳ص۷۱) (۶) کمانی دار (یعنی اسپرنگ والے) گدّے پر پیشانی خوب نہیں جمتی لہٰذا نَمازنہ ہو گی ۔(اَیضاً)

(۶) **قعدۂ اَخیرہ**: یعنی نَماز کی رَکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا

کہ پوری تشہُّد (یعنی پوری اَلتَّحیّات) رَسُوۡ لُہٗ تک پڑھ لی جائے فرض ہے(عالمگیری ج۱ص۷۰) چاررَکعَت والے فرض میں چوتھی رَکعَت(رَکْ۔عَت) کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سَجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور اگر پانچویں کاسَجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا تیسری کاسَجدہ کر لیا یا مغرِب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سَجدہ کر لیا ان سب صورَتوں میں فرض باطِل ہو گئے۔ مغرب کے علاوہ اورنَمازوں میں ایک رَکعَت مزید ملا لے ۔ (غنیۃ المتملی ص۲۸۴)

(۷) **خُروج بِصُنۡعِہٖ** : یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام یا بات چیت وغیرہ کوئی ایسا فِعل قَصداً (یعنی ارادتاً) کرنا جونَماز سے باہَر کردے۔مگر سلام کے علاوہ کوئی فِعل قصداً پایا گیا تو نَماز واجبُ الاِعادہ ہو گی۔اور اگر بِلا قصد کوئی اِس طرح کافِعل پا یا گیا تونَماز باطِل۔(غنیۃ المتملی ص۲۸٦)

سوال : نماز کے فرائض سے کیا مراد ہے؟

جواب : فرائضِ نماز سے مراد نماز کے وہ اَعمال ہیں جو نماز کے اندر داخل ہیں اور ان میں اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہ ہو گی۔

سوال : نماز کے فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب : نماز میں سات چیزیں فرض ہیں : (۱) تکبیرِ تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجود (٦) قعدۂ اخیرہ (۷) سلام

سوال : تکبیرِ تحریمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب : نماز ادا کرنے کے لیے نیت باندھتے وقت جو اللہ اَکبر کہتے ہیں ٗاس سے نماز شروع ہو جاتی ہے

اسے تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں۔

سوال : قیام سے کیا مراد ہے؟

جواب : کمی کی جانب قیام کی حد یہ ہے ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں قیام نماز میں سیدھے کھڑے ہونے کو کہتے ہیں

سوال : قرأت سے کیا مراد ہے؟

جواب : قرأت میں یہ لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ تمام حروف درست ادا کیے جائیں۔ قرأت اس کا نام ہے کہ تمام حرف مخارج سے ادا کیے جائیں کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر نمایا ہو جائے۔ قرأت 'قران مجید پڑھنے کو کہتے ہیں' آہستہ پڑھنے میں بھی یہ ضروری ہے کہ خود سن لے'

سوال : رکوع کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے اور سر پیٹھ کے برابر ہو نہ اُونچا نہ جھکا ہوا اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ لے اور انگلیاں خوب کھلی رکھے اور ہاتھ پسلیوں سے جُدا۔

سوال : سجدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : حضور ﷺ نے فرمایا : مجھے حکم ہوا کہ ساتھ ہڈیوں پر سجدہ کرو منہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔ ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے

سجدے میں پیشانی جمنا ضروری ہے :

جمنے کے کیا معنٰی ہے؟

پیشانی زمین پر جمانے کو سجدہ کہتے ہیں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا قبلہ رُو ہونا یعنی دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنّت ہے۔

سوال : قعدہ اخیرہ سے کیا مراد ہے؟

جواب : نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری "اَلتَّحِیَّات" یعنی "رَسُوْلُـــہ" تک پڑھ لی جائے' فرض ہے۔

سوال : سلام سے کیا مراد ہے؟

جواب : نماز ختم کرنے کے لئے پہلے دائیں کندھے کی طرف منہ کرکے اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَ رَحمَۃُ اللّٰہ کہنا اور پھر بائیں کندھے کی طرف منہ کرکے اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحمَۃُ اللّٰہ کھنا۔

کلام امیر اہلسنت

پہنچوں مدینے کاش! میں اِس بے خودی کے ساتھ

پہنچوں مدینے کاش! میں اِس بے خودی کے ساتھ	روتا پھروں گلی گلی دیوانگی کے ساتھ
آتے ہیں مجھ کو یاد وہ لمحاتِ خوشگوار	گزرے تھے طیبہ میں جو کبھی مُرشِدی کے ساتھ
جوں ہی نگاہ گنبدِ خَضرا کو چوم لے	قربان میری جان ہو خودرَفتگی کے ساتھ
مجھ کو بقیعِ پاک میں دو گز زمیں ملے	یارب! دعا ہے تجھ سے مری عاجِزی کے ساتھ
اللہ! میرا حشر ہو بُوبکر اور عمر	عثماں غنی و حضرتِ مولیٰ علی کے ساتھ
پلٹے گا پاک ہو کے درِ مصطفٰے سے وہ	پہنچے گا جو گناہوں کی آلودَگی کے ساتھ
اپنائے جو سدا کیلئے "سنّتِ نبوی"	میری دعا ہے خُلد میں جائے نبی کے ساتھ
اسلامی بھائی "دعوتِ اِسلامی" کا سدا	تم مدنی کام کرتے رہو تندَہی کے ساتھ
سرکار حاضِری ہو مدینے کی بار بار	[illegible]ار کی ہے عرض بڑی عاجِزی کے ساتھ

اشارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سبق نمبر 5

روزمرہ کے کام

نمبر	کام	نمبر	کام	نمبر	کام
1	کھانا	7	کھڑا	13	دیکھنا
2	پینا	8	بیٹھنا	14	سننا
3	سونا	9	چلنا	15	آنا
4	جاگنا	10	دوڑنا	16	جانا
5	لیٹنا	11	گفتگو	17	کھولنا
6	توڑنا	12	سیکھنا	18	رونا
19	جوڑنا	20	سیکھانا		

رنگ برنگے مدنی پھول

سامانِ مدنی انعامات میں کون سی چیزیں شامل ہیں(وضاحت کردیں)

آؤ نیک بنے اور بنائیں! کے 18 حروف کی نسبت سے 18"سامان مدنی انعامات"کی فہرست

(1) کنز الایمان شریف (2) شجرہ عطاریہ(3) تمہید الایمان ' حسام الحرمین (4)جنت کے طلب گاروں کے لیے مدنی گلدستہ (منہاج العابدین اور بہار شریعت کے منتخب ابواب و مضامین اور مدنی انعامات کے مطابق صورتیں ' چھ کلمے ' اورا دو ظائف اور دعاؤں کا بہترین مجموعہ)(5) مدنی رسائل (رسائل سے مراد مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والے امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل ہے)(6) فیضان سنت (7) مدنی پھولوں کے پمفلٹ(8)مدنی انعامات کا رسالہ (فکر مدینہ کے دوران روزانہ خانے پُر کرنے کے لیے)(9) قفل مدینہ کا مدنی پیڈ مع قلم (لکھ کر گفتگو کی عادت بنانے کے لیے)(10) قفل مدینہ کا کارڈ(برائے نیکی کی دعوت سینے پر سجانے کے لیے)(11) سبز عمامہ شریف مع سر بند شریف (12)مدنی چادریں(اوڑھنے کے لیے سفید چادر اور پردے میں پردہ کے لیے کتھئی)(13) قفل مدینہ کا عینک(نگاہوں کی حفاظت کے لیے)(14)سنت بکس(بطور سنت تے ہوئے سرہانے اور سفر میں ساتھ رکھنے کے لیے' آئینہ 'کنگھی' سوئی دھاگہ' مسواک' تیل کی شیشی اور قینچی)(15) چٹائی(16) مٹی کے برتن

دعائے عطار: یا اللہ عزوجل جو کوئی یہ سامان مدنی انعامات اپنے یہاں بسائے اور ان کو استعمال بھی کرتا رہے مجھے اور اس کو اخلاص کی لازوال دولت ' جلوہ محبوب میں شہادت ' جنت البقیع میں مدفن ' جنت فردوس میں بے حساب داخلہ اور پیارے محبوب ﷺ کا پڑوس نصیب فرما آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

تو ولی اپنا بنالے اس کو رب لم یزل

مدنی انعامات پر کرتا ہے جو کوئی عمل

باطل میں مشغول ہونا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ الله

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الله وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ الله

عاشقِ اعلیٰ حضرت ،امیرِ اَہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی ،حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرودوسلام میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں:''جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۱۷۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

بے شک زبان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اس کی بنائی ہوئی عجیب وغریب اور لطیف اشیاء میں سے ایک شے ہے،اس کا سائز چھوٹا لیکن اس کی اطاعت اور نافرمانی بڑی ہے اس لئے کہ کفر و ایمان کا ظُہُور محض زبان کی شہادت کے ساتھ ہوتا ہے۔اِیمان اِطاعت کا اور کُفر نافرمانی کا انتہائی

درجہ ہے۔ ہر چیز خواہ وہ موجود ہو یا معدوم، خالق ہو یا مخلوق، خیالی ہو یا معلوم، ظنی ہو یا وہمی، ان سب کا تعلق زبان سے ہے۔ زبان ان کو ثابت کرتی ہے یا ان کی نفی کرتی ہے۔ حق ہو یا باطل جس شے کو بھی علم شامل ہو زبان اسے بیان کرتی ہے اور علم ہر شے کو شامل ہے۔ یہ ایسی خاصیت ہے جو دیگر اعضاء میں نہیں پائی جاتی کیونکہ آنکھ کی رسائی رنگوں اور صورتوں کے علاوہ کسی تک نہیں جبکہ کان آواز کے علاوہ کچھ نہیں سن سکتے اور ہاتھ کی پہنچ اجسام کے علاوہ کسی تک نہیں۔ اسی طرح دیگر اعضاء کا معاملہ ہے جبکہ زبان کا میدان وسیع ہے اس کے لئے نہ کوئی رکاوٹ ہے اور نہ کوئی حد وانتہا۔ نیکی و بھلائی میں اس کا میدان وسیع ہے اور شر میں اس کا دامن لمبا ہے لہذا جو اپنی زبان کو کھلی آزادی دے دیتا ہے اور اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اس کو ہر میدان میں داخل کر دیتا ہے اور گرنے کے قریب گڑھے کے کنارے لے جاتا ہے حتی کہ اسے ابدی ہلاکت پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہ زبان ہی لوگوں کو فضول گفتگو کے سبب جہنم میں منہ کے بل گراتی ہے۔ زبان کے شر سے وہی نجات پا سکتا ہے جو اسے شریعت کی لگام دے کر قابو کرے اور اسے ان چیزوں میں استعمال کرے جو اسے دنیا و آخرت میں نفع دیں اور اسے ہر اس چیز سے روکے جس کے فتنے و مصیبت کا دنیا و آخرت میں خوف ہو۔ کس جگہ زبان کو استعمال کرنا اچھا ہے اور کہاں برا ہے، اس بات کا علم مخفی اور پیچیدہ ہے اور جو اس بات کو پہچان لے اس کے لئے اس پر عمل مشکل اور دُشوار ہے۔ انسان کے اَعضاء میں جس عضو سے سب سے زیادہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ زبان ہی ہے کیونکہ اس کو استعمال کرنے اور اسے حرکت دینے میں کوئی مشقت و تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی اور لوگ اس کی آفات اور فتنے وفسادات سے بچنے اور اس کے جالوں اور پھندوں سے محتاط رہنے کے

معاملے میں سستی سے کام لیتے ہیں حالانکہ انسان کو بہکانے میں یہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔اس زبان سے ہی انسان فضول باتیں کرتا کرتا باطل وگناہوں بھری باتوں میں جاپڑتا ہے۔

باطل میں مشغول ہونا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

زبان کی آفات میں سے ایک آفت باطل میں مشغول ہونا بھی ہے کہ گناہوں کے بارے میں گفتگو کی جائے جیسے عورتوں اور شراب اور فاسقوں کی مجالس کے حالات بیان کرنا' مال داروں کی عیّاشیوں کا ذکر کرنااور بادشاہوں کے تکبُّر' ان کے مذموم طرزِ عمل اور ان کے شرعاً ناپسندیدہ اَحوال کو بیان کرنا۔ان تمام کاموں میں مشغول ہوناحلال نہیں بلکہ حرام ہے۔رہابے فائدہ گفتگو کرنا یامفید بات بھی زیادہ کرنا تو یہ حرام نہیں ہے البتہ اسے ترک کردینا بہتر ہے۔مگر جو بے فائدہ گفتگو کثرت سے کرے گاوہ باطل میں پڑنے سے نہیں بچ سکے گااور اکثر لوگ باہم مل کراس لئے بیٹھتے ہیں تاکہ گفتگو کے ذریعے فرحت حاصل کریں اوران کی گفتگو لوگوں کی غیبت سے لطف اندوز ہونے یا باطل میں پڑنے سے آگے نہیں بڑھتی (اسی کے اندر گھومتی رہتی ہے) اور باطل کی قِسموں کو ان کے کثیر اور مختلف ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کیا جا سکتا لہٰذا ان سے چھٹکارا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ دین ودنیا کی اہم اور ضروری گفتگو پر اکتفا کیا جائے اور اس جِنس (یعنی باطل گفتگو) میں کچھ کلمات ایسے نکل جاتے ہیں جو بولنے والے کو ہلاک کردیتے ہیں حالانکہ وہ انہیں معمولی سمجھ رہاہوتا ہے۔

ایک کَلِمہ کے سبَب ناراضی:

حضرت سیِّدُنا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ نبیوں کے سلطان 'سَرورِ ذیشان

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رِضا پر مَبْنی ایک ایسا کلمہ کہتا ہے جس کے بارے میں اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ اسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رِضا تک پہنچا دے گا لیکن اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے سبب قیامت تک اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور ایک شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو ناراض کرنے والا کلمہ کہتا ہے اور اسے یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ اسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ناراضی تک پہنچا دے گا مگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کی وجہ سے اس کے لئے قیامت تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عَلْقَمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: کتنے ہی کلام ایسے ہیں جن سے مجھے حضرت بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث نے روک دیا۔

سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے ہم نشینوں کو ہنسانے کے لئے ایک کلمہ کہتا ہے لیکن اس کے سبب ثُریّا (ستارے کے فاصلے) سے بھی دور جا گرتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: آدمی ایک کلمہ کہتا ہے جس کو کہنے میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا لیکن اس کی وجہ سے جہنّم میں جا گرتا ہے، کوئی شخص ایک کلمہ کہتا ہے اور اسے معمولی سمجھتا ہے لیکن اس کے سبب اللہ عَزَّ وَجَلَّ جنت میں اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔

بڑا خطاکار:

مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت لوگوں میں بڑا خطاکار وہ ہوگا جو باطل میں زیادہ مشغول رہا ہوگا۔[3]

1...سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب فی قلۃ الکلام، ۴/ ۱۴۳، حدیث: ۲۳۲۶

2...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۶۹، حدیث: ۷۱

3...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۷۰، حدیث: ۷۴

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ان دو فرامین میں بھی اسی جانب اشارہ ہے :

وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۙ ﴿۴۵﴾ ﴿پ۲۹، المدثر:۴۵﴾

ترجمۂ کنز الایمان : اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بے ہودہ فکریں کرتے تھے۔

فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ ﴿پ۵، النساء:۱۴۰﴾

ترجمۂ کنز الایمان : تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں : بروزِ قیامت ان لوگوں کے گناہ زیادہ ہوں گے جن کی اکثر باتیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں ہوں گی۔

حضرت سیِّدُنا امام اِبْنِ سِیْرِیْن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں : انصار میں سے ایک شخص لوگوں کی مجلس سے گزرتا تو کہتا : وضو کرو کیونکہ تمہاری بعض گفتگو حَدَث (یعنی وضو توڑنے والی شے) سے زیادہ بری ہوتی ہیں۔

بدعات اور مذاہب فاسدہ کو بیان کرنا باطل میں مشغول ہونا ہے :

یہ باطل میں مشغول ہونے سے متعلق گفتگو تھی جبکہ غیبت، چُغلی اور فُحش کلامی وغیرہ ان میں مشغول ہونا اس کے علاوہ ہے۔ بلکہ یہ ان ممنوعات میں مشغول ہونا ہوا جو ہو چکیں یا پھر کسی دینی حاجت کے بغیر ان تک پہنچنے کی لئے فکر کرنا یہ تمام باطل ہے یونہی بدعات اور مذاہبِ فاسِدہ کو بیان کرنے میں اور صحابہ کے مابین جنگوں کو اس طور پر بیان کرنے میں مشغول ہونا کہ بعض صحابۂ کرام پر طعن کا شبہ ہو، یہ بھی

باطل میں مشغولیت کے اندر داخل ہے۔ان میں سے ہر ایک باطل ہے اور ان میں مشغول ہونا باطل میں مشغول ہونا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے لُطف وکَرَم سے بہترین مدد فرمائے۔

(احیاء العلوم جلد3 صفحہ352تا354)

فحش کلامی اور گالی گلوچ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

زبان کی آفات میں سے ایک آفت فحش کلامی اور گالی بھی ہے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔اس کی بنیاد بد باطنی اور کمینگی و گھٹیا پن ہے۔

فحش کلامی رب تعالیٰ کو ناپسند ہے:

حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: فُحش کلامی سے بچو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فُحش اور فحش کہنے کو پسند نہیں فرماتا۔[4]

بد کلامی کمینگی ہے:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ بَدر میں قتل ہونے والے مشرکین کو گالی دینے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: ان کو گالی نہ دو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ ان تک نہیں پہنچتا بلکہ تم زندوں کو اذیت دیتے ہو۔ سن لو! بد کلامی کمینگی ہے۔[5]

4...الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الغضب، ذکر الزجر عن الظلم...الخ، ۷/۳۰۷، حدیث: ۵۱۵۴

5...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/۲۰۳، حدیث: ۳۲۳

مومن کی پہچان:

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن عیب نکالنے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بے حیا نہیں ہوتا۔[6]

فحش گو پر جنت حرام ہے:

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر فحش کلام کرنے والے پر جنت کا داخلہ حرام ہے۔[7]

دوزخیوں کی تکلیف کا باعث:

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: چار شخص جہنمیوں کے لئے عذاب میں مبتلا کی تکلیف کے ساتھ ساتھ مزید تکلیف کا باعث بنیں گے، وہ کھولتے اور بھڑکتی آگ کے درمیان دوڑتے ہوئے موت مانگتے ہوں گے، (ان چار اشخاص میں سے) ایک شخص وہ ہوگا جس کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا، اس سے کہا جائے گا: اس بد نصیب کا کیا معاملہ ہے جس نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟ وہ کہے گا: میں وہ بد نصیب ہوں جو ہر فحش اور خبیث بات کو دیکھ کر ایسے لذت اٹھاتا تھا جیسے فحش کلامی سے لذت اٹھائی جاتی ہے۔[8]

فحش گوئی اگر انسانی شکل میں ہوتی تو...!

آقائے دوجہاں، سرورِ ذیشاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیْقَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! فحش گوئی اگر انسانی شکل میں ہوتی تو بُرے آدمی کی صورت میں ہوتی۔

6...سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة، ۳/ ۳۹۳، حدیث: ۱۹۸۴

7...موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۲۰۴، حدیث: ۳۲۵

8...موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۱۳۲، حدیث: ۱۸۷

مُنافَقَت کے دو شعبے:

حضور نبیِّ کریم ،رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بدکلامی اور بیان مُنافقت کے شعبوں میں سے دو شعبے ہیں۔[9]

بیان سے کیا مراد ہے؟

ممکن ہے کہ حدیثِ پاک میں "بیان" سے مراد ان باتوں کو ظاہر کرنا ہو جنہیں ظاہر کرنا جائز نہ ہو، یہ بھی اِحتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ فصاحت و بلاغت کے اظہار میں اتنا مُبالَغہ کیا جائے کہ تکلُّف کی حد کو پہنچ جائے اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ اس سے مقصود امور دینیہ اور صِفاتِ باری تعالٰی کی تفصیل ہو کیونکہ اسے لوگوں کے سامنے مختصراً بیان کرنا مبالغہ کے ساتھ بیان کرنے سے بہتر ہے اس لئے کہ بسا اوقات زیادہ تفصیل کرنے سے اس میں شکوک و شُبہات اور وَساوِس پیدا ہو جاتے ہیں تو جب مختصراً بیان ہو گا تو قلوب اس کو جلد قبول کرلیں گے اور پریشان نہیں ہوں گے اور چونکہ حدیث پاک میں "بیان" کو بد کلامی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد ان باتوں کو ظاہر کرنا ہو جن کے بیان سے انسان شرماتا ہے کیونکہ اس طرح کے معاملات میں بہتر یہ ہے کہ چشم پوشی اور صرفِ نظر سے کام لیا جائے نہ کہ کَشْف واِظہار سے۔

بازاروں میں چِلّانا ربِّ تعالٰی کو ناپسند ہے:

مُحْسِنِ کائنات، فَخْرِ مَوجُودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ فحش کلامی کرنے والے، بتکلُّف فحش کہنے والے اور بازاروں میں چلانے والے کو پسند نہیں فرماتا۔[10]

9...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/۲۰۹، حدیث: ۳۳۵

10...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/۲۱۱، حدیث: ۳۴۰

سب سے اچھا مسلمان:

حضرت سیِّدُنا جابر بن سَمُرَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں
کہ میں حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھا اور میرے والد صاحب سامنے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک فحش گوئی اور بتکلف فحش کلامی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور لوگوں میں سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔[11]

فحش گو کا انجام:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مَیْسَرَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: منقول ہے کہ فحش گو اور بتکلُّف فحش کلام کرنے والے کو بروزِ قیامت کتے کی صورت میں یا کتے کے پیٹ میں لایا جائے گا۔

سب سے بڑی بیماری:

حضرت سیِّدُنا اَحْنَف بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں سب سے بڑی بیماری نہ بتاؤں؟ (پھر ارشاد فرمایا) وہ بد کلامی اور بدُ اَخلاقی ہے۔

فحش گوئی کی تعریف:

یہ فحش گوئی کی مذمت تھی اور جہاں تک اس کی تعریف اور حقیقت کا تعلق ہے تو وہ قبیح (یعنی ناپسندیدہ) امور کو صریح الفاظ میں ذکر کرنا ہے۔ فحش گوئی اکثر جماع اور اس سے متعلق باتوں میں ہوتی ہے کیونکہ یہ بدکردار و بد چلن لوگوں کے اس معاملے میں صریح فحش الفاظ ہیں جنہیں وہ استعمال کرتے ہیں جبکہ نیک

11...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۲۱۲، حدیث: ۳۴۲

لوگ ان سے بچتے ہیں بلکہ (بَوَقْتِ ضرورت) کنایتاً کہتے ہیں اور اشاروں کے ذریعے انہیں سمجھاتے ہیں اور ایسے الفاظ ذکر کرتے ہیں جو ان کے قریب قریب اور ان سے متعلق ہوتے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اشارۃً بیان فرماتا ہے:

حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں : "بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حیاوالا ،کریم ہے اور ناپسندیدہ چیزوں کو صراحتاً بیان نہیں فرماتا بلکہ اشارتاً بیان فرماتا ہے۔اس نے جماع کا ذکر لَمس (یعنی چھونے) کے ذریعے کیا۔"

چنانچہ مَسِیس و لَمس (یعنی چھونا) ،دُخول اور صحبت وغیرہ اَلفاظ جِماع (یعنی ہم بستری) کی طرف اشارے کے لئے ہیں اور یہ فحش الفاظ نہیں ہیں۔ جبکہ اس موقع پر ایسے فحش الفاظ بولے جاتے ہیں جن کے ذکر کو بھی برا سمجھا جاتا ہے اور ان میں سے اکثر گالی دینے اور عیب لگانے میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ الفاظ ،فحش میں مختلف ہیں ،ان میں سے بعض دوسرے بعض کی نسبت زیادہ فحش ہیں اور یہ بعض اوقات شہروں کی عادت کے سبب مختلف ہو جاتے ہیں اور ان میں جو ابتدائی درجے کے ہیں وہ مکروہ ہیں اور جو آخری درجے کے ہیں وہ ممنوع ہیں اور جو درمیانی درجے کے ہیں ان میں (مکروہ یا ممنوع ہونے کے حوالے سے) تَرَدُّد ہے۔

کنایہ کا استعمال صرف جماع کے ساتھ خاص نہیں:

کنایہ (اشارتاً گفتگو) کا استعمال صرف جِماع کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ پیشاب کے لئے قضائے حاجت کا لفظ بطور کنایہ بولا جاتا ہے اور (عربی میں) اَلتَّغَوُّط اور اَلْخِرآءَۃ وغیرہ الفاظ کی بنسبت ،لفظ غَائِط ،اولیٰ اور زیادہ مناسب ہے (سب کا معنی پاخانہ کرنا ہے) ،یہ بھی ان چیزوں میں سے ہے جن کو چُھپایا جاتا ہے اور ہر وہ چیز جسے چھپایا جاتا ہے اسے ذکر کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے ،للٰذا انہیں صرِیح الفاظ میں ذکر

کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا فحش ہے۔

یوں کہا جائے کہ بچوں کی امی نے یہ کہا:

اسی طرح عورتوں سے کنایہ کرنے کو بھی عموماً اچھا سمجھا جاتا ہے' لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ تمہاری بیوی نے یہ بات کہی بلکہ یہ کہا جائے کہ حجرے (یعنی گھر) میں یوں کہا گیا ہے یا پردے کے پیچھے سے یہ بات کہی گئی ہے یا بچوں کی امی نے یہ کہا' تو (جس حد تک ممکن ہو) ان الفاظ میں پاکیزگی (شرعاً) محمود ہے اور صراحت کے ساتھ ان کا استعمال فحش تک لے جاتا ہے۔

اسی طرح جس شخص میں کچھ عیوب ہوں جن سے وہ شرماتا ہو' انہیں صریح الفاظ میں ذکر نہیں کرنا چاہیے جیسے کہ برص' گنج کی بیماری' اور بواسیر' بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسے ایک مرض ہے جس کے سبب وہ تکلیف میں مبتلا ہے اور اس قسم کے دوسرے الفاظ کہنے چاہئے' انہیں صریح الفاظ کے ساتھ ذکر کرنا فحش میں داخل ہے اور یہ سب زبان کی آفات میں سے ہیں۔

سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی حیا:

حضرت سیِّدُنا علاء بن ہارون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز محتاط گفتگو کرتے تھے' آپ کی بغل میں پھوڑا نکل آیا۔ ہم اس کے متعلق آپ سے پوچھنے کے لئے آئے تا کہ دیکھیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ چنانچہ ہم نے پوچھا کہ کہاں نکلا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاتھ کے اندرونی حصے میں۔

فحش گوئی کے دو سبب:

پہلا: فحش گوئی کا سبب مخاطب کو ایذا پہنچانے کا قصد ہوتا ہے

دوسرا: یا پھر فحش گوئی عادت کے سبب ہوتی ہے جو کہ فاسقوں سے میل جول اور بد باطن اور کمینے

لوگوں کی صحبت سے بنتی ہے اور ان بد باطن اور کمینے لوگوں کی ایک عادت گالی دینا بھی ہے۔

ایک اَعرابی کو نصیحت:

ایک اعرابی نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: مجھے نصیحت فرمائیے، ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتے رہو اور اگر کوئی شخص تمہارا عیب بیان کرے جسے وہ تمہارے اندر جانتا ہو تو تم اس کا عیب بیان نہ کرو جسے تم اس میں جانتے ہو، اس کا وبال اس پر ہو گا اور اس صورت میں تمہارے لئے اَجر ہو گا اور کسی چیز کو بھی گالی نہ دو۔ اَعرابی بیان کرتے ہیں: اس کے بعد میں نے کسی چیز کو گالی نہیں دی۔[12]

ایک دوسرے کو گالی دینے والے شیطان ہیں:

حضرت سیِّدُنا عِیاض بن حِمار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینے کے تاجدار، سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری قوم کا ایک شخص مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ وہ (حسب و شرافت) میں مجھ سے کمتر ہے، اگر میں اس سے بدلہ لوں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کو گالی دینے والے شیطان ہیں جو ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور الزام لگاتے ہیں۔[13]

مومن کو گالی دینا فسق ہے:

محبوب ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کو گالی دینا فسق ہے

12...مساویٔ الاخلاق، باب مایکرہ من سب الناس... الخ، ص۲۹، حدیث: ۲۶

13...مسند ابی داود طیالسی، عیاض بن حمار المجاشعی، ص۱۴۶، حدیث: ۱۰۸۰

اور (اسلام کے سبب) اس سے لڑنا کُفر ہے۔[14]

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کو گالی دینے والے جو کچھ کہتے ہیں، اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے۔[15]

والِدَین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے:

حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَلْعُوْنٌ مَّنْ سَبَّ وَالِدَیْہِ یعنی ملعون ہے وہ شخص جو اپنے والدین کو گالی دے۔[16]

ایک رِوایت میں ہے: کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ آدمی کا اپنے والِدین کو گالی دینا ہے۔ صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کوئی شخص اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو دوسرا اس کے باپ کو گالی دے۔[17]

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 369 تا 375)

14...بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المؤمن من ان یحبط...الخ، ۱/ ۳۰، حدیث: ۴۸

15...مسلم، کتاب البر والصلة، باب النھی عن السباب، ص ۱۳۹۶، حدیث: ۲۵۸۷

16...تاریخ مدینہ دمشق، الرقم: ۴۶۹۶، عزیر بن جروة، ۴۰/ ۳۱۷

17...مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، ص ۶۰، حدیث: ۹۰

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، ۱/ ۳۱۷، حدیث: ۴۱۳

تصورِ مرشد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اَہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرُود وسلام میں فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نقل فرماتے ہیں "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رَحمتیں بھیجتا اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الوتر، رقم ۴۸۴، ج۲، ص۲۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

"مست اپنا بنا میرے مرشِد پیا" کے اکیس حُروف کی نسبت سے 21 مَدَنی اَوصاف

شَیخ حضرت محی الدین ابنِ عَرَبی قدس سرہ العزیز نے مرشِد کی مَحبّت رکھنے والوں کے اوصاف اس طرح بیان فرمائے کہ (۱) وہ اپنے محبوب کی مَحبّت سے مقتول ہو۔ (۲) محبوب میں فانی ہو، (۳) ہمیشہ محبوب کی طرف چلنے والا ہو، یعنی باطن میں سیر اِلی المرشِد کرنے والا ہو، (۴) بہت جاگنے والا ہو۔ (۵) محبوب

کے غم میں ڈوبنے والا ہو۔(٦) جو چیز اسے محبوب مرشِد سے ہٹائے خواہشات دنیوی ہوں یا اُخروی سب سے علیحدہ ہونے والا(٧) جو چیز اسے محبوب سے روکے ان تمام سے قطع تعلق کرنے والا(٨)بہت آہ وزاری کرنے والا(٩) محبوب کی گفتگو اور نام مبارَک سے راحت پانے والا(١٠) محبوب کے غم اور دکھ میں ہمیشہ شریک ہونے والا(١١) محبوب کی خدمت گزاری میں بے اَدَبی سے ڈرنے والا(١٢) اپنی طرف سے محبوب کے حق میں جو کچھ بھی کرے اس کو تھوڑا سمجھنے والا اور(١٣) محبوب کے تھوڑے کو بہت سمجھنے والا(١٤) محبوب کی اطاعت سے چمٹنے والا(١٥) اس کی مخالِفت سے بھاگنے والا(١٦) اپنے نفس سے بالکل علیحدہ ہونے والا(یعنی کوئی کام نفس کی خاطر نہ کرے)(١٧) جن تکلیفوں سے طبیعتیں مُتنفِّر ہوتی ہیں ان پر صبر کرنیوالا(١٨) جن مشکلات پر محبوب اسے کھڑا کرے ان پر مضبوطی سے قائم رہنے والا(١٩) محبوب کی مَحبّت میں دائمی جنون اور(٢٠)اس کی رِضا کو پانے(کی کوشش کرنے)اور(٢١) نفس کے تمام مطالب پر(مرشد کے احکام کو) ترجیح دینے والا ہو۔

غور فرمائیں پس اے بھائی! توان اَوصاف کو جو میں نے تجھے مرشِد کی مَحبّت کے بارے میں بیان کئے ہیں ' اپنی ذات پر پیش کر۔ اگر تو نے اپنی ذات کو ان کے مُوافق پایا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالا اور جان لے کہ تو عنقریب اِنْ شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مرشِد کی مَحبّت کے اس راستے سے اللہ تعالیٰ کی مَحبّت تک پہنچ جائیگا' کیونکہ مشائخ کرام کی مَحبّت و تعظیم اللہ تعالیٰ کی مَحبّت و تعظیم کے دروازوں میں سے ہے۔ (فتوحات مکیہ باب نمبر١٧٨)

بابافرید علیہ الرحمۃ کاعشقِ مُرشد

ایک مرتبہ خواجہ غریبِ نواز علیہ الرحمۃ اپنے مَحبوب خلیفہ حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے یہاں تشریف لائے۔ آپ نے اپنے مُرید (بابا فرید علیہ الرحمۃ) جو آپ کے عشق میں گھائل تھے۔ بُلا کر ارشاد فرمایا' اپنے دادا پیر (یعنی خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ) کے قدموں کو بوسہ دو۔ بابا فرید علیہ الرحمۃ حُکمِ مرشِد بجالانے کیلئے دادا پیر کے قدم چُومنے جھکے' مگر قریب ہی تشریف فرما اپنے ہی پیر و مرشِد (بختیار کاکی علیہ الرحمۃ) کے قدم چُوم لئے۔

بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے دوبارہ ارشاد فرمایا' فرید سُنا نہیں دادا پیر کے قدم چُومو۔ بابا فرید جو مُرشِد کی حقیقی مَحبّت میں گم تھے فوراً حُکم بجالائے اور دوبارہ دادا پیر کے قدم چومنے جھکے مگر پھر اپنے پیر بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے قدم چوم لئے۔

بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں دادا پیر کے قدم چُومنے کا کہتا ہوں مگر تم میرے قدموں کو کیوں چوم لیتے ہو؟ بابا فرید علیہ الرحمۃ نے اَدَب سے سر جھکا کر بڑے ہی مودبانہ اور عشق و مستی کے عالم میں حقیقتِ حال بیان فرمائی۔ حضور میں آپ کے حُکم پر دادا پیر غریبِ نواز علیہ الرحمۃ کے قدم چومنے ہی جھکتا ہوں' مگر وہاں مجھے آپ کے قدموں کے سوا اور کوئی قدم نظر ہی نہیں آتے۔ لہٰذا میں انہیں قدموں میں جا پڑتا ہوں۔ خواجہ غریبِ نواز علیہ الرحمۃ نے ارشا دفرمایا' بختیار (علیہ الرحمۃ) فرید (علیہ الرحمۃ) ٹھیک کہتا ہے۔ یہ منزل کے اس دروازے تک پہنچ گیا ہے جہاں دوسرا کوئی نظر نہیں آتا۔ (مقاماتِ اولیاء' ص ۱۸۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اگر کوئی مُرید حقیقی عشقِ مرشِد کی لازوال دولت پالے اس کے لئے نہ صرف نیکیاں اکرنا آسان بلکہ گناہوں سے بھی یکسر جان چُھوٹ سکتی ہے۔

عشقِ حقیقی اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کسی شخص کا دِل کسی عورت پر آئے اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہو جائے۔ چاہے وہ عورت بد شکل یا سیاہ رنگت والی ہو، مگر عشقِ مَجازی کی بناپر اُسے اپنی مَحبوبہ کے سامنے دوسری کوئی عورت نہیں سُوجھتی۔ چاہے سامنے دُنیا کی ماہِ جبیں ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر کوئی خوش نصیب مُرید اپنے مُرشدِ کامل کی محبت میں عشقِ حقیقی کی منزل پالے اور تصورِ مُرشد میں گُم رہے تو کیا اسے عورت، اَمْرَد، بد نگاہی، اور دیگر گُناہ اپنی طرف مائل کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں! عشقِ حقیقی کی برکت اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے مرشِد کے تصوّر میں ایسا گُمادے گی کہ اس کے دل میں گناہ کا خیال تک نہ ہوگا۔

اور اس طرح وہ گناہ سے بچتے ہوئے مرشِد کی مَحبّت کے دعوے میں سچا ہو کر مرشِد کے خصوصی فَیض سے مُستفیض ہوگا۔ کیونکہ حضرتِ دَباغ علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید پیر کی مَحبّت سے کامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرشِد تو سب مریدوں پر یکساں شفقت فرماتے ہیں۔ یہ مرید کی مرشِد سے مَحبّت ہوتی ہے جو اسے کامل کے دَرَجے پر پہنچادیتی ہے۔

کامل توجُّہ

حضرت بایزید بِسطامی علیہ الرحمۃ ایک مدت تک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے آپ علیہ الرحمۃ کو حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اکتسابِ فیض میں اس قدر محویّت تھی کہ کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی دوسری طرف توجہ نہ کی۔ ایک دن حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ با

یزید (علیہ الرحمۃ) ذرا طاق سے کتاب اٹھالاؤ آپ علیہ الرحمۃ نے عرض کی حضور طاق کہاں ہے ؟ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہیں یہاں رہتے ہوئے اتنا عرصہ گزر گیا۔ ابھی تک طاق کا بھی معلوم نہیں۔ آپ نے عرض کی، حضور! مجھے تو آپ کی زیارت اور صحبت بابَرَکت ہی سے فرصت نہیں، طاق کا خیال کیسے رکھوں ۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے تو بسطام چلے جاؤ۔ تمہارا کام پورا ہو چکا ہے۔ (شانِ اَولیاء، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۷۳)

بس آپ کی جانب ہی میرا دل یہ لگا ہو　　اس دل میں سوا آپ کے کوئی نہ بسا ہو

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب　　صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مرشِد کامل کے نعلین کا اَدَب

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کو اپنے مرشِد سے نہ صرف عقیدت و مَحَبّت تھی، بلکہ کمال دَرَجہ کا عشق بھی تھا۔ اس کی ایک نادر مثال یہ ہے کہ ایک دفعہ کسی درویش نے خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آکر سُوال کیا۔

اتفاق سے لنگر خانے میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جو اسے دی جاتی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے درویش سے کہا کہ اتفاق سے آج کوئی شے نہیں آئی۔ البتہ کل کی فتوح تمہیں دیدی جائے گی، مگر دوسرے دن بھی کوئی شے نہ آئی۔ تب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے پاؤں سے نعلین شریف (یعنی جوتیاں) اتار کر درویش کو دے دیں اور رخصت کیا۔

مرشِد کی خوشبو اتفاق سے اس وقت امیر خسرو علیہ الرحمۃ بادشاہ کے ساتھ کہیں جارہے تھے۔ راستہ میں وہی ویش مل گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کو جب پتا چلا کہ یہ دشہرمرشِد آرہا ہے تو آپ نے درویش سے اپنے پیرو مرشِد (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ) کی خبر پوچھی۔ جب درویش گفتگو کرنے لگا تو امیر خسرو علیہ الرحمۃ بے ساختہ بول اٹھے۔ مجھے اپنے پیر روشن ضمیر کی خوشبو آرہی ہے۔ شاید ان کی کوئی نشانی تیرے پاس ہے۔ درویش نے یہ سن کر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نعلین شریف سامنے کر دی اور کہا یہ مجھے عنایت کی گئی ہیں۔ امیر خسرو علیہ الرحمۃ اپنے مرشِد کامل کے نعلین شریف دیکھ کر بے تاب ہوگئے اور درویش سے کہا کیا تم انہیں فروخت کرنے کو تیار ہو۔ درویش آمادہ ہو گیا۔

امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے پاس اس وقت پانچ لاکھ نقرئی ٹنکے تھے۔ جو سلطان نے دیئے تھے۔ آپ نے وہ سب کے سب درویش کو دے کر اپنے مرشِد کامل کے نعلین شریف لے لئے اور اپنے سر پر رکھ کر چل پڑے۔ پھر مرشِد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ "درویش نے نعلین کے بدلے میں پانچ لاکھ پر ہی اکتفا کر لیا۔ ورنہ وہ ان نعلین شریف کے بدلہ میں میری جان بھی مانگتا تو بھی میں دینے سے دریغ نہ کرتا۔ (انوار الاصفیاء ص ۳۴۵)

ایسا غم دے مجھے ہوش بھی نہ رہے مست اپنا بنا میرے مرشِد پیا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جنّتی دروازہ

حضرت پیر سَیِّد غلام حیدر علی شاہ صاحب جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی طَبِیْعَت ناساز تھی۔ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کو حُکم ہوا کہ عطّار کی دوکان سے لر نسخہ بند ھوالائیں۔ ا آپ علیہ الرحمۃ بیٹھے دکان پہ نسخہ بند ھوا رہے تھے کہ شور ہوا' ایک بُزرگ پالکی میں ار ہو کرا آرہے ہیں۔ اور منادی (ندا کرنے والا) ان آگے ا گے ندا کر رہا ہے جو اِن کی زیارت کرے گا (ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ) وہ جنّتی ہوگا۔ لوگ جُوق در جُوق زیارت کو جا رہے تھے۔ لیکن بابا صاحب علیہ الرحمۃ نے التفات (یعنی توجہ) ہی نہ کی۔ بلکہ جب پالکی یکدا ا ئی تو دوکان کے اندر کے حصے میں تشریف لے گئے۔ ہر چند لوں نے اصرار کیا مگر ا آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ جب پالکی گئی تو ا آپ نسخہ لئے مرشِدِ کامل کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے دیر سے ا آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے جواب میں تمام واقعہ عرض کردیا۔

آپ کے پیر و مرشِد علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا فرید (علیہ الرحمۃ) کیا تمہیں جنّت کی ضَرورت نہ تھی کہ زیارت نہ کی۔

بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ نے عرض کی حضور میں ڈرتا تھا! کہ کہیں زیارت کرکے جنّتی ہو جاؤں اور جنّت ں ا آپ کا مقام جانے کہاں ہو' اور اس طرح قیامت کے دن آپ کی قدم بوسی سے محروم رہ جاؤں۔ میرے لئے جنّت وہ جگہ ہے جہاں ا آپ کی ہم نشینی کی نعمت حاصل ہو۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ اپنے مرید باادب کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور جوشِ ا کر فرمایا۔ اے فرید اس کی زیارت کرنے لوگ ا آج کے دن جنّتی ہوتے ہیں تو تمہارے دروازے سے قیامت تک جو بھی گزر یگا (اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) وہ جنّتی ہوگا۔ (ذکرِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ص۴۲۱)

اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

منقبت

بس آپ کی جانب ہی میرا دل یہ لگا ہو

بس آپ کی جانب ہی میرا دل یہ لگا ہو	اس دل میں سوا آپ کے کوئی نہ بسا ہو
میں زخم گناہوں کے کس جا کے دکھاؤں	یا پیر لب دم کو عطا اب تو شفاء ہو
آنکھوں پہ لگا دے جو میرے قفل مدینہ	یا پیر مجھے ایسی عطا شرم و حیا ہو
گھبرا کے گناہوں سے نظر تم پہ لگائی	آ آپ کے بچالو کہ یہ عاصی نہ تباہ ہو
کیا معلوم کس حال میں آ جائے گی مجھ کو	اب آپ کی جانب سے حفاظت کی دعا ہو
سر پر ہے اجل آن کھڑی غفلت کا بسیرا	ایمان کی حفاظت کی مجھے فکر عطا ہو
جب موت کے جھٹکوں سے میری جاں پہ بنی ہو	سر "پیر" کے قدموں میں ہو اور روح جدا ہو